AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, June 2022, PP: 179-194
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

موسیقی سے متعلق ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے افکار کا تنقیدی تجزیہ

A Critical Analysis of Music in Islam: A Case Selected from the Ideology of Dr. Muhammad Hameed Ullah

Mr. Allah Ditta [1], Muhammad Saleem Awan [2]
[1] HoD (Islamic Studies), Federal Govt. Degree College for Women, Multan, Pakistan
[2] Chairman, Department of Islamic Studies, Emerson University Multan, Pakistan

Abstract

This research study aims at exploring the views of Dr. Hameed Ullah about music, Sufi music and to depict the distinctions and similitudes with other prominent scholars of current era. Dr. Hameed Ullah opines that music, and its instruments are permissible according to Islamic philosophy and Islamic law. He considered that Sufi music is not only allowed in Islam but also played his pivotal part in preaching of Islam. He advised that one should not condemn others on this issue if he considered it forbidden then he himself should refrain it. Dr. Hameed Ullah, a famous scholar of Sub-continent, who no-doubt devoted his whole life for the preaching of Islam and promoting unity among Muslims. He was one of the few intellectuals of the time who advocated that a genuine picture of Islam according to the need of current era of science, technology and globalization should be presented before the whole world. According to him, it is the basic requirement of the time. Aside from that, he also strived hard to promote universal human values of love, peace, forgiveness, patience, harmony, and endurance not just among the Muslims of the entire world but also among all the human beings. That is the reason, he is cherished and honored among all the masses. His life and his literary work candidly reflect his balance approach towards these core values. The researcher has tried his best by spending time in reading literature on music in Islam put forward by Dr. Hameed Ullah. This article is an endeavor to through light on his views about music and Sufi music and his scholarly work with the goal that his teachings regarding music could be exhibited before the entire world. This article may prove a milestone for the Islamic scholars who are conducting research on music and Islam.

***Keywords**: Dr. Muhammad Hameed Ullah, Music, Islam, Peace, Preaching.*

تمہید:

فنون کی ابتداء ہبوط آدم کے ساتھ ہی ہوگئی تھی کیونکہ ربِّ کریم نے ان کو ہر چیز کا علم دے کر اس دنیا میں بھیجا تھا۔ یہ علم رب کریم کا دیا گیا تھا(الہامی تھا)۔ اس لیے یہ علم ہر لحاظ سے خالص اور کجی و خرابی سے پاک تھا لیکن جیسے جیسے دنیا بڑھتی، پھلتی اور پھولتی گئی تو افراد کے اضافے کے ساتھ علم و فن بھی پھلا، پھولا اور ہر ہر فن کی کئی کئی شاخیں بنتی گئیں۔ علوم وفنون کا ان شاخوں میں بٹ جانا محض کوئی اتفاق نہیں بلکہ اس کے پیچھے صحیح وغلط افکار موجود تھے کہ جنہوں نے علوم وفنون کو درجہ بندی پر مجبور کیا۔اِنہیں فنون میں سے ایک فن، موسیقی بھی ہے کہ جس بارے میں اَنبیاءو پر تاثر قدماء کے کافی آثار ملتے ہیں، جیسا کہ حضرت داؤدعلیہ السلام کے لحن کے قصص وغیرہ، اسی طرح بڑھتے بڑھتے جب یہ فن یونانیوں تک پہنچا، تو انہوں اس فن میں کافی خرافات کو داخل کر دیا، اسی طرح تبدیلیوں کے مراحل سے گزرتے گزرتے اور خرافات کو اپنے اندر سموئے، یہ فن زمانہ نبویؐ تک پہنچا، تو رسول اللہ ﷺ نے ایک خاص طریق پر اسکی اصل کو جاری رکھتے ہوئے، اسکی باقی تمام شاخوں سے منع فرما دیا، پھر زمانہ نبوی کے بعد بھی اس موضوع پر کافی بحثیں ہوئیں، حتٰی کہ عصر حاضر تک اس میں اس حد تک خرافات داخل ہو گئیں ہیں کہ اسکی اصل کو پہچاننا تک ممکن نہیں اور جواز کے قائلین نے بھی خاص امتیازیت نہیں رکھی تو ضرورت اس امر کی ہے کہ جواز کی تحدید کی جائے۔ڈاکٹر حمید اللہ (جو کہ ایک اسلامی سکالر تھے) کے افکار و نظریات بھی جواز کی طرف مائل ہیں، باحث اپنے اس آرٹیکل میں انکے افکار کا تحقیقی جائزہ لے گا۔ بحث کا انداز سادہ اور تحلیلیہ رکھا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

ڈاکٹر حمید اللہ ایسی عبقری شخصیت تھے کہ جن پر بہت زیادہ لوگوں نے کام کیا ہے اور ان کی شخصیت اور فکر کو بحث کا مرکز بنایا ہے۔ اس حوالے سے بہت زیادہ آرٹیکلز اور مقالہ جات لکھے گئے ہیں۔ تاہم موضوع زیر بحث کے بارے میں راقم کی معلومات کے مطابق کام نہیں ہوا ہے تاہم موضوع زیر بحث سے ملتے جلتے موضوعات پر بہت سے محققین نے طبع آزمائی کی ہے۔ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس نے ڈاکٹر حمید اللہ کے فقہی تفردات پر قلم اٹھایا ہے اور ڈاکٹر حمید اللہ کے تسامحات پر کلام کیا ہے۔ اس آرٹیکل میں بالخصوص احادیث کی صحت پر کلام کیا گیا ہے اور ڈاکٹر حمید اللہ نے خطبات بہاولپور میں جن احادیث کو روایت کیا ہے ان میں جو موضوع، ضعیف اور منکر روایات ہیں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر افتخار احمد نے بھی ڈاکٹر حمید اللہ کے بارے میں آرٹیکل لکھا ہے اوران کے تفردات کا جائزہ لیا ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی شادیوں کے بارے میں تبصرہ کیا گیا ہے اور اس عمل کو زیر بحث لایا گیا ہے کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کا اختصاص تھا؟ ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی نے فکر و نظر میں شائع شدہ اپنے مضمون میں اجتہاد کے ضمن میں ڈاکٹر حمید اللہ کے افکار کو بحث کا عنوان بنایا ہے۔ڈاکٹر قاری محمد طاہر نے ڈاکٹر حمید اللہ کے چند تفردات کے نام سے فکر و نظر میں آرٹیکل لکھا ہے اور اور ان کی بحث کا پہلا عنوان اسلام اور موسیقی ہے جس میں انہوں نے ڈاکٹر حمید اللہ کے ان خیالات وعبارات کو خطبات بہاولپور سے نقل کیا ہے جو موسیقی کے جواز کی طرف اشارہ کرتے ہیں لیکن صرف یہ کہہ کر آگے گزر گئے ہیں کہ ڈاکٹر حمید اللہ کا یہ موقف جمہور علماء کے موقف سے ہٹ کر ہے۔ اس لیے موضوع ہذا پر کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ موسیقی کے بارے میں نہ صرف ڈاکٹر حمید اللہ کے خیالات کو واضح کیا جاسکے جو خطبات بہاولپور کے علاوہ انہوں نے دیگر کتب میں بھی بیان کئے ہیں بلکہ موسیقی کے بارے میں پائی جانے والی تمام آراء ونقطہ ہائے نظر کو بھی واضح کیا جائے کیونکہ خطبہ کے دوران روانی وسلاست تو ہوتی ہے

لیکن یکسوئی و یاداشت کی کمزوری کی وجہ سے فروگزاشتیں ہو جاتی ہیں جب کہ تصنیف و تالیف کی صورت میں ان کی درستگی و تبدیلی اور نظر ثانی کا موقع موجود ہوتا ہے۔ اس لیے اس مقالہ میں خطبات بہاولپور کے علاوہ' ان کی دیگر کتب سے بھی موسیقی کے بارے میں ان کے خیالات کو نقل کیا جائے گا اور دلائل کا تجزیہ کیا جائے گا اور موسیقی کی حلت و حرمت کے بارے میں علماء کے موقف کو بھی بیان کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ موسیقی کی اباحت و حرمت کی صورتوں کو بھی بیان کیا جائے گا۔

موسیقی کے جواز سے متعلق ڈاکٹر حمید اللہ کے دلائل

ڈاکٹر حمید اللہ نے موسیقی کے جواز کے ضمن میں مختلف دلائل بیان کیے ہیں۔ ذیل میں ان کو اجمالاً نقل کرنے کے بعد ان کی تنقیح و تطہیر اور تفحص و تفتیش بھی درج کی گئی ہے۔

حضرت بلال کے انتخاب کا سبب

ڈاکٹر حمید اللہ موسیقی کے جواز کے قائل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو اس لیے مؤذن منتخب کیا؛ کیوں کہ ان کی آواز سریلی تھی مزید لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف انہیں اذان کا طریقہ سکھایا بلکہ یہ بھی بتایا کہ کس لفظ کو کتنا کھینچنا ہے اور کتنا مختصر کرنا ہے، ان کے الفاظ میں "گویا موسیقی کی سریں رسول اللہ ﷺ نے انہیں سکھائیں۔"[1]

ان کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ جہاں جملہ علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے، وہیں موسیقی کے میدان میں بھی رسول اللہ ﷺ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا، جو قدرتی طور پر فن موسیقی کے لحن اور آہنگ سے مطابقت رکھتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس فن میں اپنی مہارت کی وجہ سے ان کو فن موسیقی کی مزید باریکیوں اور نکتہ آفرینیوں سے آگاہ کیا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی اس تربیت کی وجہ سے (سُر اور راگ سے آگاہی فراہم کرنے کی وجہ سے) حضرت بلال کی آواز کی نغمگی و رعنائیت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ اس تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت بلال جب اذان دیا کرتے تھے تو لوگ مسحور ہو جایا کرتے تھے؛ چنانچہ حضرت بلال کی خوش گوئی کی وجہ سے آگے چل کر تبلیغ اسلام میں بہت مدد ملی۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیا نے بھی موسیقی کی مدد سے تبلیغ کی اور سماع کو رواج دیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ شاید مقامات قرآن[2] کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ امر علماء کے نزدیک مختلف فیہ ہے کچھ علماء اسے درست قرار نہیں دیتے۔[3]

ڈاکٹر حمید اللہ حضرت بلال کے انتخاب کا سبب ان کی سریلی آواز کو قرار دے رہے ہیں۔ موسیقی کی اباحت کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی کہ حضرت بلال کی آواز سریلی تھی اور یہی سبب انتخاب تھا جب کہ ابوداؤد[4]، ترمذی[5]، ابن ماجہ کی احادیث میں ہے کہ حضرت بلال کے انتخاب کا سبب، ان کی آواز کا بلند ہونا تھا[6] نہ کہ خوش گوئی یا خوش آوازی، نیز انہوں نے موسیقی کی اباحت کو بیان کرنے کے لیے خود سے اخذ کر لیا۔ اس لیے اس دلیل سے موسیقی کے جواز کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

نکاح میں موسیقی کا عمل

ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنے لیکچر کے دوران موسیقی کے جواز کی طرف اشارہ کیا تھا چونکہ ان کا یہ موقف روایتی موقف سے ہٹ کر تھا، اس لئے لوگوں نے اس کی وضاحت کے لئے سوال پوچھا کہ شریعت میں موسیقی کی کتنی گنجائش ہے؟ جواباً ڈاکٹر حمید اللہ موسیقی کے جواز کو بیان

کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ موسیقی شریعت میں بالکل بھی منع نہیں ہے مگر نماز کے اوقات میں موسیقی سننا یا غیر اخلاقی تفریح کے طور پر سننا منع ہے۔ پھر دلیل میں ایک حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تمہارے خاندان کی ایک دعوت ولیمہ میں کوئی موسیقی نہیں تھی[7]۔ اور اس سے استدلال کیا کہ شادی میں موسیقی ضروری شے ہے۔

علامہ بدر الدین عینی[8]، ابن ملقن[9] اور ناصر الدین البانی[10] کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔[11] نیز اس روایت سے موسیقی کا جواز ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف غنا کا جواز ثابت ہوتا ہے اور غنا گانے کو کہتے ہیں اور گانے کا شرعی حکم احادیث صحیحہ اور اقوال فقہاء کی روشنی میں یہ ہے کہ گانے کا مضمون اگر جائز ہو تو گانا جائز ہے اور اگر ناجائز ہو تو گانا ناجائز ہے نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ عورتوں کا مردوں کے سامنے گانا یا مردوں کا عورتوں کے سامنے گانا یا حجاب کی اوٹ سے مردوں کا عورتوں کی آواز میں گانا سننا بہر حال ناجائز ہے خواہ گانے کا مضمون کیسا ہی ہو۔[12] نیز یہ گانا ساز کے بغیر ہونا چاہیے۔ ساز دو طرح کے ہوتے ہیں: معازف اور مزامیر۔ گانے کو ان دونوں سازوں کے بغیر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ یہ ناجائز ہے۔ کثیر احادیث اس کی ممانعت میں وارد ہیں۔ مفتی احمد یار خان اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ انصار شادی بیاہ میں گیت وغیرہ کو محبوب رکھتے تھے اور نکاح بھی انصاری بچی کا ہے، تو گیت بہتر تھا۔ شادی میں چھوٹی بچیوں کا دف بجانا، گانا یا بالغہ عورت کا آہستہ آواز سے جائز گیت گانا جائز ہے وہ ہی یہاں مراد ہے۔ جوان عورتوں کو اونچی آواز سے عشقیہ حرام گانے خصوصاً جب کہ اجنبی مردوں تک آواز پہنچے سخت حرام بلکہ بڑے فساد کا باعث ہے جیسے پاکیزہ گیت شادیوں پر عرب میں مروج تھے نیز مہاجرین مکہ میں شادی کے موقعہ پر گیت و غزل کا رواج نہ تھا انصار مدینہ میں رواج تھا۔ اور گیت سے کیا مراد ہے اس بارے کہتے ہیں کہ گیت کیا ہے؟ حمد الٰہی ہے تبلیغ ہے دعا ہے اور پیاروں سے ملنے پر خوشی کا اظہار ہے۔ ایسے اشعار تو ایک طرح عبادت ہیں ان احادیث کی بنا پر اس زمانہ کے فلمی گانوں کا جواز ثابت کرنا سخت حماقت ہے۔[13] اس روایت کے تحت علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح میں دف بجانا اور بعض (جائز) الفاظ کے ساتھ آواز بلند کرنا جائز ہے۔[14] معلوم ہوا کہ اس روایت سے بھی مطلقاً موسیقی یا غنا کا جواز ثابت نہیں ہو رہا بلکہ حدیث میں بیان کردہ حدود و قیود کے مطابق ہی جواز ثابت ہو گا۔

بچیوں کے دف بجانے کے واقعے سے استدلال

ڈاکٹر صاحب نے موسیقی کے جواز کے لیے ایک دلیل بچیوں کے دف بجانے کے واقعہ سے بھی بیان کی۔[15] جب کہ اس روایت سے بھی مطلقاً موسیقی کا جواز ثابت نہیں ہوتا ہے۔ شادی کے موقع پر مردوں کے دف بجانے سے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے ایک ضمیمہ اپنی کتاب بوادر النوادر میں نقل کیا ہے اور افادے کی غرض سے اسے من وعن اپنی کتاب میں رقم بھی فرمایا اور اس تحریر کے پڑھنے کے بعد اپنے اس موقف کو کہ صرف شادی کے موقع پر دف بجانا جائز ہے سے رجوع فرمالیا اور شادی کے موقع پر حنفی مذہب کے بموجب دف کے ناجائز ہونے کا فتویٰ ارقام فرمایا اور تنبیہ فرمائی کہ مقلدین امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ کے لیے خیریت اسی میں ہے کہ ہر گز اس کو اختیار نہ کریں ورنہ سخت خطرہ میں مبتلا ہوں گے اس تحریر میں مردوں کے دف بجانے کو دیگر وجوہات کے علاوہ عورتوں سے تشبہ کی وجہ سے بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اول شرط یہ ہے کہ خاص عورتیں اور لڑکیاں دف کے بجانے والی ہوں اور حکم اباحت خاص انہیں کے بجانے میں ہے نہ مردوں کے پس اگر تقریب نکاح یا ختنہ میں مرد بجائے گا تو جائز نہ ہو گا اور وہ مرد بوجہ تشبہ بالنساء کے ملعون ہو گا کیونکہ سلف میں کسی مرد

کا بجانا ثابت نہیں ہوا دف کے بجانے میں جس قدر احادیث وآثار ثابت ہیں سب میں صرف عورتوں یا لڑکیوں کا ذکر ہے۔[16] علامہ ابن قدامہ دف بجانے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بہر حال مردوں کے لیے دف بجانا ہر حال میں مکروہ (تحریمی) ہے اس لیے کہ اس کو عورتیں بجاتی ہیں اور ہیجڑے بھی عورتوں کی طرح ہیں تو مردوں کے ڈھول بجانے میں عورتوں سے مشابہت لازم آئے گی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے بہر حال لکڑیاں بجانا اس وقت مکروہ ہے جب اس کے ساتھ کوئی حرام یا مکروہ فعل ملا ہوا ہو مثلاً تالی بجانا، گانا یا ناچنا اور اگر ان تمام سے خالی ہو تو مکروہ نہیں ہے اس لیے کہ وہ تو آلہ ہے باجا نہیں ہے اور نہ ہی وہ اکیلا سنا جاتا ہے بخلاف باجوں کے۔[17] ان دو اقتباسات سے معلوم ہو رہا ہے کہ دف کا بجانا صرف بچیوں یا عورتوں کے لیے ہی جائز ہے اور مردوں کے لیے جائز نہیں ہے تاہم کچھ علما اسے مطلقاً سب کے لیے جائز قرار دیتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانے کی اجازت ہے؛ جب کہ ان دفوں میں جھانج نہ لگے ہوں اور موسیقی کے قواعد پر نہ بجائے جائیں، بلکہ محض ڈھب ڈھب کی بے سری آواز سے فقط نکاح کا اعلان مقصود ہو۔[18] شریعتِ مطہرہ نے شادی میں دف؛ جس میں جلاجل نہ ہوں اور قانون موسیقی پر نہ بجائیں، جائز رکھا ہے۔ ڈھول، تاشے، باجے، جس طرح رائج ہیں جائز نہیں۔[19] لیکن انہوں نے بھی مروجہ موسیقی کو جائز قرار نہیں دیا۔ اس لیے اس روایت سے بھی موسیقی کے جواز کا استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

حبشیوں کے نیزہ بازی کے کرتب

اگلی دلیل عید کے دن نوجوان حبشیوں کے نیزہ بازی کے کرتب سے لی ہے اور حضرت عائشہؓ کے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اس عمل کو دیکھنے سے پکڑی ہے۔[20] یہ روایت ابو داؤد میں بھی ہے اور اس میں بھی یہی مضمون ہے کہ حبشی لڑکے بھی دوڑے ہوئے آئے اور اپنی نیزہ بازی کے کرتب رسول اللہ ﷺ کے سامنے دکھانے لگے[21]۔ ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں کہ اس سے ان کی فراخ دلی اور وسیع القلبی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ بھی ان لوگوں کی تالیفِ قلبی کیا کرتے تھے اور ان سے محبت سے پیش آتے تھے اور غالباً ان کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔[22] اس روایت میں حبشیوں کے نیزہ بازی کے کرتب کا ذکر ہے اور یہ مظاہرے تو شریعت کو مقصود ہیں کہ جہاد کے لیے معاون ہیں۔ اس روایت میں موسیقی کا کہیں بھی کوئی ذکر نہیں ہے نہ جانے کیوں ڈاکٹر صاحب نے اس کو موسیقی کے جواز کے لیے بیان کیا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کو موسیقی کی شاخ قرار دینا

ایک دلیل آپ نے یہ بیان کی ہے کہ تلاوت بھی موسیقی کی ایک شاخ ہے وہ کہتے ہیں کہ اسی طرح موسیقی کے سلسلہ میں آپ ایک اور چیز کو بھی سمجھئے۔ قرآن مجید کی تلاوت بھی موسیقی ہی کی ایک شاخ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے احکام ہیں کہ قرآن کریم کو معمولی نثری عبارت کی طرح نہ پڑھو کہ دھول اڑانا سمجھا جائے بلکہ خوش الحانی سے پڑھو[23] اور یہ روایت بھی بیان کی کہ اللہ نے کسی غنا، کسی گانے کی اجازت اتنی نہیں دی ہے جتنی قرآن کو اچھی آواز سے تلاوت کرنے کی اجازت دی[24]۔ ایک دوسری حدیث یہ ہے کہ خدا کسی گانے کی آواز پر اتنا کان نہیں دھرتا جتنا قرآن مجید کی اچھی آواز کی تلاوت کرنے پر اپنے کان لگاتا ہے[25]۔ غرض یہ کہ موسیقی کی کوئی اصولی ممانعت نہیں ہے؛ بشرطیکہ موسیقی کا مقصد اچھا ہو اور اس سے ہماری مذہبی عبادت میں کوئی حرج واقع نہ ہوتا ہو۔ ڈاکٹر صاحب کی اس بات کو بہت بڑی جرات ہی قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ تلاوت قرآن کو موسیقی کی ایک شاخ قرار دیتے ہیں۔ حیرت تو یہ ہے کہ کہاں قرآن کی تلاوت اور کہاں موسیقی؟ مگر ڈاکٹر

صاحب دونوں کو ایک ہی پودے کی دو شاخیں سمجھتے ہیں۔ اس پر افسوس کا اظہار ہی کیا جا سکتا ہے کہ اس امر کی ممانعت بارے فرمان رسول ﷺ بھی موجود ہے کہ قرآن کو عرب کے لہجے اور طرز سے پڑھو، فساق اور یہود و نصاریٰ کی طرز سے بچو، یعنی موسیقی کے قواعد کے موافق گانے سے بچو۔ ایک ایسی قوم میرے بعد آئے گی جو ترجیع کے ساتھ قرآن کو پڑھے گی، جس طرح گانے اور نوحہ میں ترجیع ہوتی ہے، قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، ان کے قلوب فتنے میں گرفتار ہیں اور جن لوگوں کو یہ امر پسند ہے۔[26] حضرت عوف بن مالک کا قول ہے کہ میں چھ باتوں سے خائف ہوں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن کو گانے کے انداز پر پڑھے گی۔[27] پھر بھی وہ قرآن کو موسیقی کی ایک شاخ کہتے ہیں۔ اور بار بار انہوں نے اس امر کا اعادہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں، کہ دوسری سائنسز کے ساتھ ساتھ مقدس و مطہر متن (قرآن پاک) کی تلاوت کی سائنس وجود میں آئی جو ترقی کرتے ہوئے اسلام کی مذہبی "موسیقی" میں ڈھل گئی۔[28] ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں، کہ رب وحدہ ولاشریک، کی عبادت (نماز) کی غرض سے قرآن الحکیم کی باآواز بلند قرآت نے "موسیقی" کی نئی شاخ کو جنم دیا۔[29] ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ، ایک اور آرٹ جو مسلمانوں کے لیے مخصوص ہے وہ تلاوت و قرآت کلام الٰہی ہے۔ آلات موسیقی استعمال کیے بغیر اور غیر منظوم ہونے کے باوجود قرآن الحکیم داعی اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کے دور سے تلاوت و قرآت کے لیے بہت زیادہ توجہ کا مرکز رہا ہے۔ دوسری زبانوں کی موسیقیت آمیز شاعری بھی عربی زبان کی نثر کی مٹھاس، چاشنی اور نغمگی کا کسی طور مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جنہوں نے کسی قاری کو قرآت کرتے سنا ہے یا کسی مؤذن کو دن میں کئی بار اذان دیتے سنا ہے، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ انفرادیت اپنی دلفریبی و دلکشی میں لاثانی ولافانی ہے۔[30] یہ امر درست کہ قرآن کو پڑھنے کا ایک خاص طریقہ ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو سکھایا ہے مگر اسے موسیقی کی ایک شاخ قرار دینا انتہائی نامناسب ہے اور احادیث و آثار کے سراسر خلاف ہے۔ اس لیے بھی کہ تلاوت قرآن موسیقی سے ایک الگ فن ہے اور قرآن پاک کو گانے کی طرز پر پڑھنا یا گانے سے مشابہت کا ہونا جائز نہیں ہے۔ نیز کثیر فقہا کے اقوال بھی اس کی ممانعت کے بارے میں مروی ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں کہ تلاوت قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ کیا جائے مگر تجوید کے ساتھ حروف کی درست ادائیگی کا اور اوقاف کا بھی خیال رکھا جائے اور اس امر کا بھی لحاظ رہے کہ خوش الحانی کے لئے موسیقی کے قواعد اور گانے کی طرز کا کسی بھی صورت استعمال نہ کرے۔[31] نیز تلاوت قرآن کی طرح کلمات اَذان کو قواعد موسیقی پر گانا بھی ناجائز ہے۔[32] قطب الدین خان دہلوی کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو راگ کے طور پر نہیں پڑھنا چاہیے اور جو شخص قرآن پاک کو جان بوجھ کر راگ لگا کر پڑھے گا تو اس کا پڑھنا حرام ہو گا اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔[33]

امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم سے استدلال

ڈاکٹر حمید اللہ موسیقی کے جواز کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر مزید تفصیل درکار ہو تو امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کو دیکھیے اس میں ایک پورا ضخیم باب اس موضوع پر ہے وہ تفصیل سے بتاتے ہیں کہ اسلام میں موسیقی اور گانے کی کیا حیثیت ہے؟[34] اس موضوع پر امام غزالی نے جو باب باندھا ہے اس میں کہیں بھی موسیقی کے جواز کو بیان نہیں کیا گیا ہے بلکہ غنا کی یا گانے کی بات ہے اور کہیں بھی مروجہ موسیقی کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے یہ استدلال کرنا کہ امام غزالی نے موسیقی کے جواز پر باب باندھا ہے، درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ امام غزالی جس گیت، گانے یا غنا کی بات کر رہے ہیں، اس سے مراد حمد و نعت یا جائز اشعار کو بغیر ساز کے ترنم سے پڑھنا ہے اور وہ بالاتفاق جائز ہیں۔ سوال تو ان کے جواز کا تھا

ہی نہیں کیونکہ بلکہ مروجہ موسیقی کا تھا اور اسی کو عمومی طور پر ناجائز کہا جاتا ہے اور کوئی بھی حمد و نعت کو ناجائز نہیں کہتا۔ اس لیے احیاء العلوم سے بھی موسیقی کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

حروف مقطعات سے استدلال

ڈاکٹر حمید اللہ اپنا ایک واقعہ سناتے ہوئے دوسرے مقام پر کہتے ہیں کہ 1933ء میں جب میں پیرس یونیورسٹی میں پڑھ رہا تھا، تو ایک دن میرے ایک عیسائی ہم جماعت نے جو موسیقی کا ماہر تھا مجھ سے کہنے لگا کہ آپ لوگ حروف مقطعات کو سمجھ نہیں سکے۔ میرے خیال میں گانے کی لے اور دھن کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی لوگ مختلف اعتبار سے حروف مقطعات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ تاہم میں اس بارے کچھ نہیں جانتا۔[35] حیرت ہوتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کیسے کیسے استدلال کر رہے ہیں۔ علماء تو یہ بیان کرتے ہیں کہ حروف مقطعات کا صحیح فہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہی معلوم ہے اور اس امت کے اساطین علم بھی اس کا درست ادراک نہیں رکھتے لیکن ایک موسیقی کا ماہر عیسائی اس کا فہم رکھتا ہے اور ڈاکٹر صاحب کے نزدیک اس کا فہم کلیتاً قابل رد نہیں ہے بلکہ کچھ نہ کچھ معتبر بھی ہے ورنہ وہ کبھی بھی اسے نقل نہ کرتے۔ بہر حال یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس سے کسی بھی صورت موسیقی کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

فحاشی سے پاک موسیقی

ڈاکٹر حمید اللہ ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں کہ جس موسیقی میں فحش کاری کی طرف میلان نہیں ہوتا، جس موسیقی سے ہمارے مذہبی فرائض میں خلل پیدا نہیں ہوتا، اس سے منع نہیں کیا جائے گا۔ موسیقی بطور موسیقی ایک فن ہے، اور اس کے فن ہونے کی حیثیت سے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں، اور ماضی میں اس کی جنگ میں ضرورت پیش آتی رہی ہے ،لہذا ضرورت کے پیش نظر اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔[36] اس بات سے بھی مروجہ موسیقی کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ موسیقی تو دور رہی، عام گفتگو میں بھی فحاشی سے کام لینا جائز نہیں ہے۔ نیز ہر وہ کام جو مذہبی فرائض میں خلل ڈالے جائز نہیں ہے۔ تلاوت قرآن اگر باجماعت نماز سے یا فرض نماز سے رکاوٹ کا سبب بنے تو تلاوت قرآن بھی اس وقت درست نہیں ہے بلکہ مذہبی فرائض کو مقدم کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے علماء نے عشاء کے بعد رات دیر تک جاگنے سے منع فرمایا ہے اگر وہ فجر کی نماز کے لیے اٹھنے میں رکاوٹ کا سبب بنے۔ تو جب جائز امور یا تلاوت قرآن مذہبی فرائض میں رکاوٹ کا سبب بننے پر درست قرار نہیں پاتے تو موسیقی کو کیسے درست قرار دیا جا سکتا ہے؟ نیز پہلے بھی ذکر ہو چکا کہ جائز گانے سے مراد حمد و نعت وغیرہ ہے۔

مسلم علماء کی موسیقی میں خدمات

ایک دوسری جگہ موسیقی میں ہونے والی ترقی کی بابت لکھتے ہیں کہ دنیاوی موسیقی و گلوکاری نے بھی بادشاہوں اور امراء کے زیر پرستی مسلمانوں کے ادوار میں ترقی کی منازل طے کیں۔ الفارابی، (رسائل الاخوان الصفا)، ابن سینا اور دوسرے علمائے دین نے اس موضوع پر نہ صرف یادگار کام چھوڑا ہے بلکہ یونانی اور ہندوستانی موسیقی میں قابل تحسین و توصیف اصلاحات بھی کی ہیں۔ انہوں نے موسیقی میں علامات و نشانات کے استعمال کے ساتھ ساتھ مختلف میوزیکل آلات کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ مختلف منظوم کلام کے لیے مناسب و موزوں دھن کا انتخاب اور موقع و محل کی ضروریات کے مطابق آلات موسیقی کا انتخاب (خوشی اور غمی کے مواقع پر، مریض شخص کے لئے، وغیرہ) جیسے وہ موضوعات ہیں کہ جن پر جامع اور ٹھوس و وسیع مطالعہ کے لئے بحسن و خوبی لکھا گیا ہے۔[37] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بھی موسیقی کے

بارے میں ایک کتاب سنگیت شاستر لکھی تھی جو ان کے فن موسیقی بارے مہارت تامہ ہونے پر کمال دلالت کرتی ہے۔ اس کتاب کو ان کے فن موسیقی کے ایک شاگرد کندن لال اشکی نے تالیف کیا تھا۔[38] موسیقی میں مختلف علما کی لکھی جانی والی کتب سے یہ کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ موسیقی بھی جائز ہے۔ ویسے بھی شرعی دلائل میں سے یہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس فن بارے علماء نے کتب لکھی ہیں اس لیے یہ جائز ہے۔ ورنہ اگر اس کو درست تسلیم کر لیا جائے تو کتابوں میں تو بہت سے ناجائز امور کو بھی بیان کیا جاتا ہے مثلاً جادو کے بارے میں بھی بہت سی کتابوں میں لکھا گیا ہے حتیٰ کہ کسی صحیح ضرورت کے پیش نظر جادو کا سیکھنا بھی جائز قرار دیا گیا ہے تو کیا جادو کے بارے میں کتب و تصانیف کا وجود اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ جادو کے فن کو جائز قرار دے دیا جائے۔ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر موسیقی کو کیسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اس جیسی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ مسلمانوں نے شراب بنانے پر بھی لکھا ہے کہ شراب کیسے بنتی ہے تو اس سے کیا شراب کے جواز پر استدلال کیا جا سکتا ہے؟ اس لیے اس سے بھی موسیقی کے جواز سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

ساز والی موسیقی کے بارے میں مؤقف

ایک شخص نے استفسار کیا کہ شریعت میں اگر موسیقی جائز ہے تو کیا ساز بھی جائز ہے؟ حالانکہ نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے، کہ مجھے آلات مزامیر کو توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ جواباً ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کا حوالہ دیا جائے اگر یہ روایت صحیح ہوئی تو وہ قبول کر لیں گے لیکن ساز کے بارے میں میری موسیقی دانی کی حالت یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ ساز کس کو کہا جاتا ہے؟[39] ڈاکٹر حمید اللہ کی سادگی پر حیرت ہوتی ہے کہ انہیں ساز کے بارے میں علم نہیں ہے ان کی اس بات سے ظاہر ہوتا ہے یا تو انہیں موسیقی کے بارے میں معلومات نہیں ہیں اور نہ ہی اس کا شغف و شوق رکھتے ہیں حالانکہ وہ موسیقی کے جواز کے قائل ہیں اور یہ بات ان کے تقوی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

اگلے لیکچر میں بتایا گیا کہ، یہ حدیث مسند احمد بن حنبل میں موجود ہے کہ مجھ کو معازف اور مزامیر کو نابود کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔[40] اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں کہ، اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ظاہر ہے مسلمان کے لئے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ اس کے باوجود دو چیزیں قابل ذکر ہیں۔ ایک چیز علمی ہے جس کے بیان کرنے کے لئے وقت چاہیے، اور دوسری چیز وہ فوری ردّ عمل ہے جو اس حدیث کے پڑھنے سے ذہنوں میں آتا ہے لیکن میں سب سے پہلے ایک اصولی بات کی طرف اشارہ کروں گا۔ ایک سے زیادہ مرتبہ رسول اکرم ﷺ سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ، ستار کے تاروں کے توڑنے کے لئے اللہ نے مجھے بھیجا ہے لیکن اب تک صحیح حوالے کے ساتھ کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی حدیث کی کتابوں میں روایت کے ساتھ ساتھ اس کے مصادر بیان کئے جاتے ہیں کہ، فلاں نے فلاں سے اس کی روایت کی ہے، چونکہ عمل بالحدیث کے ہم پابند ہیں، کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ یونہی یہ بھی ضرورت ہے کہ یہ روایت صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اس لیے ان راویان کے حالات زندگی دیکھنے ہوں گے کہ ان کے بارے میں سلف کی رائے کیا ہے؟ جب تک یہ تحقیق نہ ہو جائے جس کا یہاں وقت نہیں۔ اس وقت تک کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ لیکن حدیث کے الفاظ پر دوبارہ غور کریں۔ الفاظ یہ ہیں کہ بتوں کی پرستش اور پوجا کے لیے جو موسیقی ہے، میں اسے مٹانے آیا ہوں۔ یہاں بتوں کی پرستش کے سلسلے میں موسیقی کا ذکر ہے۔ لہٰذا ایسا کوئی بھی نتیجہ اخذ کرنا جو بتوں کے حوالے کو نظر انداز کر کے کیا گیا ہو صحیح نہ ہو گا۔[41] یہ حدیث ناصر الدین البانی کے نزدیک بھی ضعیف ہے اور اس سے موسیقی کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا لیکن بہت سی صحیح حدیثیں موسیقی کی ممانعت پر دال ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری

اُمت میں جب پندرہ امور پھیل جائیں گے تو ان پر آفتوں اور مصیبتوں کا نزول ہو گا۔ ان میں سے ایک گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کا رکھنا ہے۔[42] دوسری روایت میں ہے کہ زمین میں دھنسنے، پتھر برسنے اور صورتوں کے مسخ ہونے کے واقعات ہوں گے۔ اور ان کا سبب یہ بتایا کہ جب گانے والی عورتیں اور گانے کا سامان ظاہر ہو گا اور شراب پی جائے گی"۔[43] جب کہ بخاری میں ہے کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔[44] یعنی حرام کو حلال سمجھیں گے اور ویسے بھی اس کی دلالت ظاہر ہے کہ باجوں کا ذکر شراب اور دیگر حرام اشیاء کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جو اسے حرام ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ حضرت نافع کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ ابن عمر کے ہمراہ بچپن میں کہیں جارہا تھا کہ راستے میں مزامیر کے بجنے کی آواز آئی، آپ نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لیں اور وہاں سے دوسری طرف چلے گئے۔ دور جا کر پوچھا، آواز آرہی ہے؟ میں نے کہا، نہیں تو انگلیاں کانوں سے نکال لیں اور کہا ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جارہا تھا، انہوں نے ایسے ہی کیا تھا جیسے میں نے کیا۔"[45] ان صحیح حدیثوں کے ہوتے ہوئے موسیقی کے جواز پر کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

قران کی موسیقی

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ جس کو انہوں نے خود براہ راست ڈاکٹر حمید اللہ سے سنا ہے اور ڈاکٹر صاحب اس واقعے سے بھی موسیقی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر حمید اللہ کے ہاتھ پر فرانس کے نامور موسیقار ژاک ژیلبیر نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کا سبب موسیقی کو قرار دیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں فرنچ زبان کا دنیا کا سب سے بڑا موسیقار ہوں۔ میں ایک عرب سفیر کے پاس کھانے کی دعوت میں گیا تو وہاں سب لوگ نہایت خاموشی سے ایک خاص انداز کی موسیقی سن رہے تھے۔ مجھے لگا کہ یہ موسیقی کی دنیا کی بہت اونچی شے ہے۔ میں نے جو دھنیں اور ان کے جو نشیب و فراز ایجاد کیے ہیں، یہ تو اس سے بھی بہت آگے ہے، بلکہ یہاں تک پہنچنے کے لیے دنیا کو ابھی بہت وقت درکار ہے۔ میں ششدر تھا کہ یہ موسیقی کس کی ایجاد کردہ ہے اور اس کی دھنیں کس نے ترتیب دی ہیں۔ میں نے پوچھا تو لوگوں نے مجھے خاموش کرا دیا، لیکن تھوڑی دیر بعد میں نے پھر یہی بات پوچھی، پھر مجھے خاموش کروا دیا گیا۔ وہ کہتا ہے کہ جب وہ موسیقی بند ہوگئی تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا تھا؟ بتایا گیا کہ یہ موسیقی نہیں بلکہ فلاں قاری کی آواز میں تلاوت قرآن ہے۔ میں نے کہا یقیناً قاری کی تلاوت ہو گی مگر اس کی موسیقی کس نے ترتیب دی ہے اور یہ دھنیں کس کی بنائی ہوئی ہیں؟ حاضرین نے وضاحت کی کہ یہ دھنیں نہ کسی نے بنائی ہیں اور نہ ہی قاری صاحب موسیقی کی ابجد سے شناسا ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ دھنیں کسی کی بنائی ہوئی نہ ہوں، لیکن مجھے یقین دلایا گیا کہ قرآن مجید کا فن موسیقی سے کبھی کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔ یہ فن تجوید ہے اور بالکل الگ شے ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ قراءت اور تجوید کا یہ فن کب ایجاد ہوا؟ لوگوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے یہ فن لوگوں کو سکھایا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر محمد ﷺ نے قرآن مجید ایسے ہی سکھایا ہے جیسا میں نے ابھی سنا ہے، تو پھر بلاشک و شبہ یہ اللہ کی کتاب ہے کیونکہ فن موسیقی کے جو قاعدے اور ضابطے اس طرز قراءت میں نظر آتے ہیں، وہ اتنے ارفع ہیں کہ دنیا آج بھی وہاں تک نہیں پہنچی۔ ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں کہ میں سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ کہہ کیا رہا ہے؟ اس موسیقار نے کہا کہ میں نے اور قراء کی تلاوت قرآن کو سنا، مسجد میں سنا، دیگر مختلف لوگوں سے سنا، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور اس کے لانے والے بھی اللہ کے رسول ہیں، اس لیے مجھے مسلمان کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے مسلمان کرنے کے

بعد ایک الجزائری مسلمان کو اس کی دینی تعلیم کے لیے مقرر کیا۔ کچھ دنوں بعد دونوں ڈاکٹر صاحب کے پاس ایک مسئلہ لے کر آئے کہ نو مسلم کو قرآن مجید پر کچھ شکوک ہیں۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ قرآن پاک آج بھی اسی شکل میں موجود ہے جس طرح نازل ہوا تھا۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ اس میں کوئی شے ضرور حذف ہوگئی ہے۔ اس لیے کہ سورۂ نصر میں افواجاً اور فسبح کے درمیان خلا ہے۔ مجھے افواجاً پر وقف پڑھایا گیا ہے۔ جب کہ میرا فن کہتا ہے کہ یہاں خلا نہیں ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ چند سیکنڈ کی سوچ بچار کے بعد یکایک میرے دماغ میں خیال آیا کہ میرے بچپن کے استاد نے مجھے بتایا تھا کہ افواجاً کو بعد کے لفظ سے ملا کر پڑھا جائے۔ افواجاً پر وقف کرنے پر مجھے انہوں نے سزا بھی دی تھی۔ میں نے اس کو بتایا کہ اس لفظ کو غنّہ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے گا: ﴿أفواجاً فسبّح﴾۔ یہ سن کر وہ خوشی سے اچھل کھڑا ہوا، مجھے گود میں لے کر ناچنے لگا کہ واقعی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے ایک اور قاری کے سپرد کر دیا، جس نے اسے مکمل قرآن مجید کی تعلیم دی۔ وہ اچھا مسلمان ثابت ہوا اور 1970ء کے لگ بھگ اس کا انتقال ہو گیا۔"[46] ڈاکٹر محمود احمد غازی اس واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن کی جو صوتیات ہے، یہ علم و فن کی ایک ایسی دنیا ہے جس میں آج تک کوئی محقق نہیں اترا اور نہ ہی قرآن کے اس پہلو پر کسی نے اب تک اس انداز سے غور و خوض کیا ہے۔[47] حیرت تو یہ ہے کہ اس طرح کے واقعات سے بھی موسیقی کے جواز پر استدلال کیا جا رہا ہے جو صحیح احادیث کے مخالف ہیں ہاں شواہد و توابع کے طور پر ان کو بیان کیا جائے تو ان کا لانا درست قرار دیا جا سکتا ہے ورنہ ان واقعات کو موسیقی کے جواز کے لیے بیان کرنا ہی غلط ہے۔ نیز یہ کہنا بھی غور طلب ہے کہ قرآنی صوتیات میں آج تک کوئی نہیں اترا تو کیا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو قرآنی صوتیات نہیں سکھائی تھیں؟ اس کا مطب یہ ہے کہ یہ پہلو آج تک نامکمل ہے اور صدیوں سے علماء کی اس فن میں خدمات و تالیفات کو بیک جنبش قلم مسترد کر دیا۔ نیز یہ امر بھی غور کا متقاضی ہے کہ علم التجوید، علم القرآت، علم المخارج اور علم المقامات قرآنی صوتیات نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ درست بات یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا موسیقی کا جواز ثابت کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔

بچیوں کو پیشہ ور قرار دینا

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں پیشہ ور گلوکارائیں (شاید لونڈیاں) موجود تھیں جو دف اور جانجھ بھی بجاتی تھیں۔ ایک روز ایک گلوکارہ نے رسول اللہ ﷺ کو آتے دیکھ لیا اور وہ کسی جنگ کے سپاہیوں کے بارے میں بتا رہی تھی اور کہنے لگی، "اور ہم میں ایک پیغمبر ﷺ موجود ہیں کہ کل کیا ہو گا اس پر رحمت اللعالمین ﷺ نے اس سے کہا کہ وہ گاؤ، جو پہلے گا رہی تھی۔ روایت ہے کہ جب دلہن، دولہا کے گھر جاتی تھی تو اس وقت رات کو مشعل بردار جلوس نکالا جاتا تھا، ایک دن سرور کونین ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت ملالہ کو بتایا کہ، میں تمہارے ہمزاد کی شادی میں شریک ہوا؛ مگر وہاں موسیقی نہیں تھی کیا وجہ تھی؟ نمرہ کے لوگ تو موسیقی پسند کرتے ہیں۔[48] اس سے بھی مروجہ موسیقی کے جواز کو ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ گانے کا اطلاق جائز شاعری اور حمد و نعت پر ہوتا ہے اور وہ جائز ہے۔

نیز مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ جواری کا اطلاق لڑکوں اور چھوکریوں دونوں پر آتا ہے۔ کنیزوں کا گانا، کہ محض طبعی طور پر ہو، نہ قواعد موسیقی پر تعلیم کیا ہوا اور اس میں فحش وغیرہ کوئی امر خلاف شرع نہ ہو، نہ اس میں فی الحال فتنہ ہو، نہ آئندہ فتنے کا اندیشہ ہو، محل سرور مثل نکاح وعیدین میں مضائقہ نہیں رکھتا، اور بہت چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اگر بطور خود کچھ آوازیں نکالیں؛ جو غیر مردوں کو نہ پہنچے تو یہ بھی فی نفسہ ایسا منکر نہیں کہ، جس پر شرعاً مُؤاخذہ ہو، اور اپنی حیثیت وعزت وعرف وعادت کے اختلاف سے یہاں اختلاف ہو جائے گا۔[49]

اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ احادیث میں نکاح، ولیمہ اور عید کے موقع پر صرف دف بجانے کی رخصت اور اجازت ہے لیکن ان مخصوص مواقع پر اجازت کے ثبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ دف یا دیگر آلات موسیقی کا مطلقاً بجانا جائز ہو کیونکہ اولاً تو دیگر احادیث صحیحہ میں تمام آلات موسیقی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً حرام فرمادیا ہے اس لئے اجازت انہی مواقع کے ساتھ مخصوص رہے گی اور مذاہب اربعہ کے فقہاء نے ایسا ہی کیا ہے ثانیاً اس لیے کہ حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ یہ رخصت نکاح کے لیے دی گئی تھی اور صحابہ کرام نے بھی اس رخصت کو انھی موقع کے ساتھ مخصوص قرار دیا تھا اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دف کی آواز سنتے تو تحقیق کرتے تھے کہ یہ دف کس موقع پر بجایا جارہا ہے اگر نکاح کا موقع ہو تا تو خاموش رہتے ورنہ تعزیر کے لئے درہ اٹھا لیتے نیز احادیث آثار اور مذاہب اربعہ کے فقہاء کی عبارات میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ رخصت صرف دف بجانے کے لیے ہے کسی اور ساز کی رخصت نہیں ہے۔ احکام شرعیہ میں اس قسم کے احکام کی متعدد مثالیں ہیں مثلاً کسی شخص کے لیے نامحرم عورت کو دیکھنا جائز نہیں حالانکہ حدیث شریف میں نکاح کے قصد سے نامحرم عورت کو دیکھنے کی رخصت اور اجازت ہے اب اس خاص موقع پر اجازت کے ثبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حکم عام ہو جائے اور ہر شخص کے لئے اجنبی اور نامحرم عورت کو دیکھنا جائز ہو۔ خواہ نکاح کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح مردار کو کھانا جائز نہیں حالانکہ حدیث شریف میں مچھلی اور ٹڈی کے حلال ہونے کا ذکر ہے اور خون بھی حرام ہے حالانکہ حدیث شریف میں جگر اور تلی کو کھانے کی اجازت دی ہے۔ اب اس خاص رخصت کی بنا پر کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ مچھلی اور ٹڈی میں مردار کی رخصت کو دیکھ کر بقیہ تمام مرداروں کو حلال قرار دے یا جگر اور تلی میں خون کی رخصت دیکھ کر ہر خون کو حلال قرار دے کیونکہ دوسرے دلائل سے خون اور مردار کی حرمت ثابت ہے اور ولیمہ کے مواقع پر دف بجانے کی رخصت کی بنا پر مطلقاً دف بجانے کی رخصت لازم آئے گی نہ دیگر آلات موسیقی کی، کیونکہ دیگر دلائل سے تمام آلات موسیقی کی مطلقاً حرمت ثابت ہے اس لیے اس رخصت کا ثبوت انہی مواقع میں منحصر رہے گا جن کا احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔[50]

خلاصہ بحث

- ڈاکٹر حمید اللہ موسیقی کے جواز کے اگرچہ قائل تھے لیکن ان کی گفتگو ظاہر کرتی ہے کہ وہ موسیقی سنتے نہیں تھے۔
- قرآن کریم کو ایک خاص لحن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے کہ جس کو فن کے ماہر لوگ بخوبی سمجھ سکتے ہیں؛ لیکن یہ فن بالکل بھی فن موسیقی کے قواعد پر نہیں ہے۔
- ہر فن اپنی اصل کے اندر جائز ہے کہ جب تک کہ اسکے اندر کوئی واضح خرابی، وغیرہ داخل نہ ہو جائے۔
- موسیقی بھی ایک فن ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے جائز قرار پائے گا۔
- وہ احادیث جو موسیقی کے جواز پر دالّ ہیں، انکا جواز ایک موقع اور محل کے اعتبار سے ہے۔
- جو حضرات موسیقی کو جائز قرار دیتے ہیں، وہ اسکو خاص محل و خاص شخص کے لیے جائز قرار دیتے ہیں، اور وہ بھی تمام آلات موسیقی کو جائز قرار نہیں دیتے۔ نیز اسلام میں لہو ولعب ولغویات سے بھری موسیقی بالاتفاق ناجائز ہے۔
- ڈاکٹر حمید اللہ کا موسیقی سے متعلق فہم قول جمہور سے متصادم اور نصوص شریعت کے مخالف ہے۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] ڈاکٹر حمید اللہ ،م2002ء، **خطبات بہاولپور**، (لاہور : بیکن بکس اردو بازار ، 2012ء) ص227۔

Muḥammad Hameedullah, **Khutbāt Bahawalpur**, (Lahore: Beacon Books Urdu Bazar 2012) p.227

[2] اس علم یا فن کو علم النغمات، علم المقامات، ترانیم قرآنی یا لہجات قرآنی کا علم بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سات مقامات بہت مشہور ہیں۔ صبا، نہاوند، عجم (چہار گاہ)، بیات، سیگاہ، حجاز، رست۔

[3] عزیز احمد، یوسف زئی، علم النغمات یا قرآن کریم کے لہجات کا فن، مشمولہ ماہ نامہ بینات، ذوالقعدہ 1434ھ، ص 46-52

ʻAziz Ahmad Yousufzai, **ʻIlm al-Naghmāt yā Quran Kareem k Lehjāt kā fun,** Monthly Bayynāt, Dhu al-qiʻdah 1434 A.H., p.46-52

[4] سلیمان بن اشعث،م275ھ،**سنن ابوداؤد**، (بیروت : المكتبة العصرية، صيدا ،س۔ ن) ج 1 ص 135، بَابُ كَيْفَ الْأَذَانُ، رقم الحدیث 499۔

Sulaimān b. Ash'ath. **Sunan Abū Dāwūd,** (Beirūt: Al-Maktaba al Asriah, N.D.) Hadith No. 499

[5] محمد بن عیسی ترمذی،م279ھ،**جامع ترمذی**، (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، 1975 ء) ج 1 ص 358، بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ الْأَذَانِ،رقم الحدیث 189۔

Muhammad b. ʻIsa, **Jami' at-Tirmidhi,** (Egypt: Shirkat Maktaba wa Matba'tu Mustafa al Babi al Ḥalbī, 1395 A.H.) Hadith No. 189

[6] محمد بن یزید ابن ماجہ ،م273ھ،**سنن ابن ماجہ**،(بیروت: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي،س۔ ن)ج 1 ص 232، بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ، 1: 232، رقم الحدیث 706۔

Muhammad b. Yazīd, **Sunan Ibn Mājah**, (Beirūt: Dar Ahya-al-Kitab-al-Arbiah, N.D.) Hadith No. 706

[7] ایضاً، ج1 ص 612، بَابُ الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ، رقم الحدیث 1900۔

Ibid. Hadith No. 706

[8] بدر الدین عینی، **عمدة القاری**، بیروت : دار إحياء التراث العربي،) ج 20 ص 36۔

Badar al-Dīn ʻAinī, **ʻUmdat-ul-Qārī,** (Beirūt: Dār Ihya al-turath al-ʻarbī) v.20 p. 36

[9] عمر بن علي ابن الملقن، م 804ھ، **التوضيح لشرح الجامع الصحيح**، (سوريا: دار النوادر، ، 1429ھ،) ج 24 ص 454۔

Umer b. Ali b. Mulaqan, **Al-Toudhīh**, (Syria: Dār al Nawādir, 1429 A.H.) v. 24 p. 454

[10] محمد ناصر الدین البانی، **سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة و أثرها السيئ في الأمة**،م 1420ھ، (الرياض: دار النشر: دار المعارف،1992ء)ج6 ص 581، رقم الحدیث 2981 ۔

Muhammad Nasir al-Dīn Albānī, **Silsila al-Ahadith al-Dha'eefa,** (Riyadh: Dār al-M'ārif, 1992) Hadith No. 2981

[11] عینی، **عمدۃ القاری**، ج 20 ص 136۔

'Ainī, **'Umdat-ul-Qārī,** v. 20 p. 136

[12] غلام رسول سعیدی، **شرح صحیح مسلم**، (لاہور: فرید بک سٹال اردو بازار ، 2002ء) ج 2 ص 675۔

Ghulam Rasool Saeedi, **Sharah Ṣaḥīḥ Muslim**, (Lahore: Fareed Book Stall Urdu Bazar, 2002) v. 2 p. 675

[13] احمد یار خان نعیمی، **مرآۃ المناجیح**،(لاہور: قادری پبلشرز، 2009 ء) ج 5 ص 61۔

Aḥmad Yar Khan Naeemi, **Mirāt al-Manājīh,** (Lahore: Qadri Publishers, 2009) v.5 p. 61

[14] محمد بن علي شوكانی، م 1250ھ، **نيل الأوطار**،) مصر:دار الحديث، 1413ھ(ج 6 ص 222۔

Muhammad b. Ali Showkānī, **Nayl al-Awtār,** (Egypt: Dār al-Hadith, 1413 A.H.) v. 6 p. 222

[15] محمد بن اسماعیل،م256ھ، ***صحیح البخاری*** (بیروت: دار طوق النجاة، 1422ھ) ج2ص17، بَابُ سُنَّةِ العِيدَيْنِ لِأَهْلِ الإِسْلاَمِ ، رقم الحدیث952۔

Muḥammad b. Ismā'īl Bukhārī, **Ṣaḥīḥ Bukhārī**, (Beirūt: Dar Touq-al-Najaat,1422 A.H.) H. No. 952

[16] اشرف علی تھانوی،م 1362ھ،**بوادر النوادر** ، (لاہور: ادارہ اسلامیات انار کلی ،1985ء) ص 322-328۔

Ashraf Ali Thānvī, **Bawādir al-Nawādir,** (Lahore: Idāra Islamiyat Anār kalī, 1985) p. 322-328

[17] عبد الله بن أحمد ابن قدامة،م620ھ، **المغني**، (مصر: مكتبة القاهرة ،1968ء) ج 10 ص 154۔

Abdullah b. Ahmad b. Qudāmah, **Al-Mughanī,** (Egypt: Maktaba Al-Qāhirah, 1968) v. 10 p. 154

[18] شیخ نظام الدین،**الفتاوی الهندية**، (بیروت: دار الفکر، 1411ھ)کتاب الکراہیۃ،الباب السابع عشر فی الغناء،5: 352۔

Mulla Niẓām al-Dīn, **Fatāwa Hindīyah,** (Beirūt: Dar al-Fikr, 1411 A.H.) v. 5 p. 352

[19] احمد رضا خان، **فتاوی رضویہ**، (لاہور: رضافاؤنڈیشن لوہاری گیٹ،2001ء)21: 154۔

Ahmad Razā Khān, **Fatāwa Raḍawiyya**, (Lahore: Razā Foundation, 1996.) v. 21 p. 154

[20] بخاری، **الجامع الصحیح**، بَابُ نَظَرِ المَرْأَةِ إِلَى الحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيبَةٍ، ج7ص38،رقم الحدیث 5236؛ 950۔

Bukhārī, **Ṣaḥīḥ Bukhārī,** Hadith No. 5236.

[21] أبو داؤد ، **سنن أبي داود**، ج 4 ص 281، بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْغِنَاءِ، رقم الحديث 4923۔

Abū Dāwūd, **Sunan Abū Dāwūd,** Hadith No. 4923

[22] حمید الله ، **خطبات بہاولپور**، ص240-237۔

Muḥammad Hameedullah, **Khutbāt Bahawalpur**, p. 237-240

[23] ایضاً، بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ، ج 2 ص 74، رقم الحدیث1471۔

[24] مسلم بن حجاج القشیری،م261ھ،**الجامع الصحیح** ، (بیروت:دار إحياء التراث العربي،س۔ ن) بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ،1: 545، حدیث232 (792)

Muslim b. Hujāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** (Beirut: Dār Aḥyā-al-Turath-al-'Arabī, N.D.) H. No. 232(792)

[25]بخاری، **الجامع الصحیح**، ج 6 ص 191، بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالقُرْآنِ،حدیث: 5024۔

Bukhārī, **Ṣaḥīḥ Bukhārī,** Hadith No. 5024

[26]أحمد بن الحسين البيهقي ،م 458ھ، **شعب الإيمان**، (الرياض: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع ،1423ھ) ج 4 ص 202، باب في تعظيم القرآن، فصل في ترك التعمق فيه، رقم الحديث2406۔

Ahmad b. Hussain Bayhaqī, **Sho'ab ul īmān,** (Riyadh: Maktaba Al-Rushd, 1423 A.H.) Hadith No. 2406

[27]احمد بن حنبل،امام،م241ھ،**مسند احمد**، (بیروت : مؤسسة الرسالة ، 1421ھ) حَدِيثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ الْأَنْصَارِيِّ، 39: 391، رقم الحدیث 23970۔

Aḥmad b. Hanbal. **Musnad Aḥmad**, (Beirūt: Mosasa al-Risālah, 1421 A.H.) Hadith No. 23970

[28] ڈاکٹر محمد حمید اللہ،م2002ء،داعی اسلام، مترجم پروفیسر خالد پرویز(لاہور: علی میاں پبلی کیشنز عزیز مارکیٹ اردو بازار، 2010ء) ص234۔

Muḥammad Hameedullah, **Dā'ī Islam,** trans. Khalid Parvez, (Lahore: Ali Mian Publications Aziz Market Urdu Bazar, 2010)

[29] ایضاً، ص 244۔

Ibid, p. 244

[30] ایضاً، ص 247۔

Ibid, p.247

[31]عبدالمصطفی اعظمی، عجائب القرآن مع غرئب القرآن، ص236۔

Abdul Mustafa 'Azmī, **'Ajāib ul Quran ma' Ghārāib ul Quran,** p. 236

[32]محمد أمين ابن عابدين، م 1252ھ، **رد المحتارعلى الدرالمختار**، (بیروت: دار الفكر،1412ھ) ج 1 ص 387۔

Muḥammad Amin Ibn 'Ābidīn, **Radd al-Muḥtār**, (Beirut: Dār al-Fikr, 1412 A.H.) v.1 p. 387

[33]نواب محمدقطب الدین خان دہلوی، **مظاہرحق**، (لاہور: مکتبة العلم اردو بازار، س-ن) ج 2 ص 481۔

Qutub al-Din Khan Dehlavī, **Maẓāhir Haq,** (Lahore: Maktaba al-'Ilm Urdu Bazar,) v. 2 p. 481

[34]حمید اللہ ، **خطبات بہاولپور**، ص240-237۔

Muḥammad Hameedullah, **Khutbāt Bahawalpur**, p. 237-240

[35] ایضاً ، ص38-39۔

Ibid, p. 38-39

[36] ایضاً ، ص 272۔

Ibid, p. 272

[37] ایضاً۔

Ibid.

[38] محمد،عضد الدین خان، **شاہ عبدالعزیز کی ایک نایاب تصنیف**،مشمولہ معارف ،دسمبر1964ء،ص457۔

Muhammad ʻAdhd al-Dīn Khan, **Shah Abdul Aziz Kī Aik Nāyāb Taṣnīf,** Monthly Moʻārif, Dec 1964, p. 457

[39] حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، ص294۔

Hameedullah, **Khutbāt Bahawalpur**, p. 294

[40] احمد بن حنبل،امام،م241ھ،**مسند احمد**،ج36 ص646، حَدِيثُ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، رقم الحدیث 22307۔

Aḥmad b. Hanbal. **Musnad Aḥmad**, Hadith No. 22307

[41] حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، ص 386۔

Hameedullah, **Khutbāt Bahawalpur**, p. 386

[42] ترمذی، **جامع ترمذی**، ج 4 ص 494، بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ حُلُولِ المَسْخِ وَالخَسْفِ ،رقم الحدیث2210۔

Tirmidhi, **Jami' at-Tirmidhi**, Hadith No. 2210

[43] ایضاً، ج 4 ص 495، بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ حُلُولِ المَسْخِ وَالخَسْفِ ، رقم الحدیث2212۔

Ibid, Hadith No. 2212

[44] بخاری، **الجامع الصحیح**، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، ج7ص104،رقم الحدیث 5590۔

Bukhārī, **Ṣaḥīḥ Bukhārī,** Hadith No. 5590

[45] ابو داؤد، **سنن ابو داؤد**، بَابُ كَرَاهِيَةِ الْغِنَاءِ وَالزَّمْرِ، ج4ص281، حدیث :4924 ۔ امام ابو داؤد نے اسے منکر اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیں: محمد ناصر الدين الألباني ، م: 1420ھ،**صحيح وضعيف سنن أبي داود**، رقم الحديث 4924؛ احمد بن حنبل،م241ھ، **مسند احمد**، مسند عبداللہ بن عمر، 8: 132، رقم الحدیث 4535؛ 9: 24، حدیث : 4965۔

Abū Dāwūd, **Sunan Abū Dāwūd,** Hadith No. 4924

[46] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات قرآنی (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار، 2009ء) ص227- 229

Mahmood Ahmad Ghazi, **Mohādhrāt-e-Qurani,** (Lahore: Al-Faisal Nāshrān wa Tājrān Kutub Ghaznī Street Urdu Bazar, 2009) p. 227-229

[47] ایضاً، ص 229۔

Ibid, p. 229

[48]ڈاکٹر محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ، مترجم پروفیسرخالد پرویز (لاہور: بیکن بکس غزنی سٹریٹ اردو بازار، 2013ء)ص296- 297۔

Muḥammad Hameedullah, **Muhammad Rasool Allah,** trans. Khalid Parvez, (Lahore: Beacon books Ghazni street Urdu Bazar, 2013) p. 296-297

[49]احمد رضا، **فتاوی رضویہ**، ج21 ص 644۔

Ahmad Razā, **Fatāwa Raḍawiyya**, v. 21 p. 644

[50] ایضاً، ج 2 ص 676۔

. Ibid, v. 2 p. 676